خطبات جمعہ مجدد الشریعۃ محی الملۃ آیۃ اللہ العظمیٰ سید دلدار علی غفران مآبؒ

مواعظ حسینیہ (سنہ ۱۲۰۰ ہجری)

مترجم: جناب محمد صادق خانصاحب جونپوری

قسط-۱۰

وصیت می کنم شما را ای بندگان خدا به تقویٰ و پرهیزگاری از محرمات الٰهی۔ به درستی که در حدیث وارد شده که در روز قیامت همه چشمها گریان خواهند بود مگر چشمی که شبها در عبادت حق تعالیٰ بیداری کشیده باشد یا از خوف او سبحانه و تعالیٰ گریسته باشد و یا از محرمات الٰهی پوشیده شده باشد۔

اے بندگان خدا! تم کو تقویٰ اور گناہوں سے بچنے کی وصیت کرتا ہوں ۔ بے شک حدیث میں وارد ہوا ہے کہ قیامت کے دن سب آنکھیں گریاں ہونگی سوائے اس آنکھ کے جو راتوں کو اللہ کی عبادت کے لئے بیدار رہی ہو یا جس آنکھ نے اللہ تعالیٰ کے خوف سے گریہ کیا اور محرمات سے پرہیز کیا ہو۔

و هم وصیت می کنم به شما به مسارعت نمودن بطرف عبادات واجبه و مستحبه که آن بهتر زادیست برای آخرت و یقین بدانید که اجل بمنزله قلاده ایست که در گردن همه کس بسته اند و از آن به هیچ وجه رهائی نیست۔

نیز تم کو واجب اور مستحب عبادتوں کو فوراً انجام دینے کی وصیت کرتا ہوں۔ آخرت کے لئے یہ سب سے بہتر زادراہ ہے اور یقین جانئے کہ موت ایک قلادہ کی طرح ہے جو سب کی گردن میں باندھ دی گئی ہے اور اس سے خلاصی کا کوئی راستہ نہیں ہے۔

پس باید که عاقل در هیچ وقت غافل نباشد و هیچ ساعتی از ساعتها ی زندگانی خود را در معصیت و بطالت صرف نکند۔ که ساعتهای زندگانی در چشم زدن منقضی می شوند و ثواب عقبیٰ بازای فعلی که انسان نموده باقی می ماند۔

پس عقلمند کو چاہئے کہ کبھی بھی غافل نہ ہو اور زندگی کے کسی لمحے کو گناہ اور بے کاری میں نہ گزارے، کیونکہ زندگی کے لمحات پلک جھپکتے ختم ہو جاتے ہیں اور انسان کے فعل کے عوض میں آخرت کا ثواب باقی رہتا ہے۔

پس خوشا حال کسی که ساعتهای زندگانی او در عبادات منقضی شده باشند و مشقت عبادات بسر شده باشد و اجر و ثواب ان عبادتها ابد الاباد باقی باشد۔ و بد حال کسی که

پس خوش نصیب وہ ہے جس کی زندگی کے لمحے عبادت میں بسر ہوئے ہوں اور عبادت کی مشقت کو چکھ چکا ہو۔ اس عبادت کا اجر و ثواب ہمیشہ ہمیشہ باقی رہے گا اور بدنصیب وہ ہے جس کی زندگی کے لمحے اللہ تعالیٰ کی

ساعتهای زندگانی او در معصیت خدا گزشته باشد و
لذات معصیت معدوم شده باشد و عذاب عقبیٰ آن
معصیت ابدالاباد باقی باشد۔

در بعضی احادیث وارد شده که به عوض
بیست و چهار شبانه روزی از برای هر بنده بیست
وچهار خزانه مخلوق شده که عمل هر ساعت از
ساعاتی بیست و چهار گانه او بامر الٰهی در یکی از آن
خزاین گزاشته باشد و چون روز قیامت در رسد یک
یک خزانه را برو عرضه نموده برای وی می گشایند
۔پس چون خزانه را می گشایند که تعلق به ساعتی
داشته باشد که در اعمال حسنه صرف شده است آن
خزانه را می بیند پر نور از رحمت الٰهی پس او را از
مشاهده آن مرتبه فرح و مسرتی دست دهد که اگر آن
را بر اهل جهنم تقسیم نمایند دوزخیان از بسیاری
لذتی که ایشان را از آن حاصل می شود احساس الم
عذاب نمی نمایند۔

چون خانه را بگشایند که بساعتی تعلق
داشته باشد که صرف معصیت و گناه و عمل بد شده
باشد بمرتبه تاریک و هولناک بنظر آید که اگر
خوف و فزع آن را بر اهل بهشت تقسیم کنند جمیع
نعمتها و عیشهای بهشت بر ایشان منغض شود۔

و چون خزانه را در نظر او در آورند که تعلق به
ساعتی داشته باشد که آن را به بطالت و بیکار گزرانیده
آن همه را از همه چیز خالی می یابد پس حسرت و
ندامت تمام او را دست دهد که چرا با وجود مهلت اجل

معصیت میں گزرے ہوں ، کیونکہ گناہ کی لذت ختم
ہوجائے گی اور اس گناہ کا اخروی عذاب ہمیشہ کے لئے
باقی رہے گا۔

بعض حدیثوں میں وارد ہوا ہے کہ روزانہ کے
چوبیس گھنٹوں کے عوض میں اللہ تعالیٰ نے ہر بندے کے لئے
چوبیس خزانے خلق فرمائے ہیں۔ اور شب و روز کے ہر گھنٹے کا
عمل، اللہ کے حکم سے ،ان میں سے کسی ایک خزانے میں
رکھا جاتا ہے۔ قیامت کے دن ہر خزانے کو اس کے سامنے پیش
کیا جائے گا اور اس کے لئے کھولیں گے۔ جب اس خزانہ کو
کھولیں گے جو اعمال حسنہ میں صرف ہونے والی گھڑی سے
متعلق ہے تو وہ دیکھے گا کہ وہ رحمت الٰہی کے نور سے پُر ہوگیا
ہے۔ پس اس مرتبہ کو دیکھ کر اس کو ایسی خوشی اور فرحت ہوگی کہ
اگر اس خوشی کو اہل جہنم میں تقسیم کیا جائے تو اس سے حاصل
ہونے والی لذت کی وجہ سے اہل دوزخ کو عذاب کے درد والم
کا احساس نہیں ہوگا۔

اور جب اس خزانے کو کھولیں گے جو اللہ کی
معصیت اور برے کام میں صرف ہونے والی گھڑی سے متعلق
ہے تو وہ اس حد تک تاریک اور ہولناک نظر آئے گا کہ اگر اس
خوف اور ڈر کو اہل جنت میں تقسیم کر دیں تو اہل جنت کی ساری
نعمتیں اور ان کے عیش درہم برہم ہوجائیں گے۔

اور جب ایسے خزانے کو اس کے سامنے
لائیں گے جو بطالت و بیکاری میں صرف ہونے والی گھڑی
سے متعلق ہے تو اس کو ہر چیز سے خالی پائے گا۔ پس اس کو
بہت حسرت و ندامت ہوگی کہ کیوں اجل کے مہلت دینے

و قدرت بر عمل کوتاهی نموده ـ و هم چنین یک یک خزانه از خزاین ساعات عمر او را باز می نموده باشند که او را حالت ثلاثه که مذکور شد دست می داده باشد۔ وَاللّٰهُ وَلِیُّ التَّوْفِیْقِ۔

جناب حق سبحانه و تعالیٰ می فرماید: قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى وَ ذَكَرَ اسْمَ رَبِّهٖ فَصَلّٰى۔

بباید دانست که از این سه حکم مستفاد می شود که یکی از آن زکات فطره باشد و آن باجماع اهل اسلام واجبست و شرط قبول روزه ماه مبارک رمضان است۔ چنانچه از حضرت صادق صلوات الله علیه منقول است که از تمامی روزه دادن زکات است یعنی فطره، چنانچه صلوات بر محمد و آل محمد صلی الله علیه و اله و سلم از تمامی نماز است۔ یعنی چنانچه اگر کسی صلوات بر محمد و آل محمد را در تشهد ترک نماید و هم چنین اگر کسی زکات فطره را باوجود تحقیق شرایط عمداً ترک نماید روزه مقبول نیست۔

و بسند معتبر منقول است که جناب حضرت صادق علیه السلام به معتب وکیل خود فرمودند برو و فطره جمیع عیال ما و کنیزان و غلامان ما را بده ـ یکی از ایشان را ترک مکن زیرا که اگر یکی را ترک کنی می ترسم که در عرض سال بمیرد۔

فطره واجب است بر کسی که بالغ باشد و عاقل و غنی و آزاد و بنا بر اشهر و اظهر مراد از غنی

اور عمل کرنے پر قادر ہونے کے باوجود کوتاہی کی ہے۔ اس طرح اس کی عمر کے خزانوں میں ایک ایک خزانہ کھول کر اس کو دکھلایا جائے گا اور اسی تین حالتوں میں سے ایک حالت پیدا ہوگی۔ وَاللّٰهُ وَلِیُّ التَّوْفِیْقِ۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:- قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى وَ ذَكَرَ اسْمَ رَبِّهٖ فَصَلّٰى۔ (اعلیٰ:۱۵،۱۴) جس نے تزکیہ نفس کیا اور اپنے پروردگار کے نام کو یاد کیا پس نماز ادا کی وہ یقینا کامیاب ہوگیا۔

یہ جاننا چاہئے کہ اس آیت سے تین حکم معلوم ہوتے ہیں۔ پہلا زکات فطرے کا حکم ہے اور یہ اہل اسلام کے اجماع کی بنا پر واجب اور رمضان کے روزوں کی قبولیت کی شرط ہے۔

چنانچہ امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ جس طرح محمد وآل محمد پر صلوات نماز کی انتہا ہے، اسی طرح روزے کے تمام ہونے کے بعد زکات فطرہ ہے لہٰذا اگر کوئی شخص تشہد میں محمد وآل محمد پر صلوات پڑھنا چھوڑ دے تو اس کی نماز قبول نہیں اسی طرح اگر کوئی شخص شرایط ہونے کے باوجود، زکات فطرہ کو ترک کرے تو اس کا روزہ قبول نہیں ہے۔

معتبر سند کے ذریعے منقول ہے کہ امام جعفر صادقؑ نے اپنے وکیل معتب سے فرمایا: جاؤ اور میرے اہل خاندان اور کنیزوں وغلاموں کا فطرہ نکالو۔ ان میں سے کسی ایک کو بھی نہ چھوڑنا، کیونکہ اگر کسی ایک کو چھوڑ دیا تو مجھے خوف ہے کہ سال کے اندر وہ مرجائے۔

فطرہ اس شخص پر واجب ہے جو بالغ، عاقل، غنی اور آزاد ہو۔ بنا بر اشہر واظہر غنی سے مراد وہ شخص ہے جو اپنے

شخصی است که قوت سالیانه خود و عیال خود را داشته باشد یا قادر بر کسی باشد که وفا به معیشت عیال او کند۔ واگر فقیر باشد یک صاع فطره را با عیال خود دست به دست بگرداند و بعد از آن به فقیر دیگر بدهند که در این صورت همه ثواب فطره را در می یابند۔

اور اپنے اہل وعیال کو سیر کرنے کی ایک سال کی روزی رکھتا ہو یا کسی ایسے شخص سے تعلق رکھتے ہوں جو اس کے اور اس کے اہل خانہ کا خرچ دے سکتا ہو۔

اگر فقیر ہے تو فطرے کے ایک صاع کو اپنے گھر والوں کی طرف سے نکالے اس کے بعد فقیر کو دے اور اس صورت میں فطرہ کا ثواب حاصل ہوگا۔

و بر غنی واجب است که اخراج فطره کند از آنهای که پیش از شام در خانه او باشند خواه عیال او باشند و خواه مهمان و اگر واجب النفقه او باشند مثل پدر و مادر و فرزند و محتاج باشند و عیال دیگری نباشد، اشهر آنست که فطره آنها را باید داد گو در خانه او نباشند و وقت آن بنا بر مشهور شام عید است تا ظهر روز عید و احوط آنست که در شب جدا کنند و پیش از نماز عید بدهند۔

غنی پر واجب ہے کہ ان لوگوں کا فطرہ نکالے جو شام سے پہلے اس کے گھر میں موجود ہوں، چاہے اس کے اہل وعیال میں ہوں یا مہمان ہوں اور اگر اس کے واجب النفقہ ہوں جیسے ماں باپ اور فرزند اور محتاج ہوں اور کوئی نہ ہو تو مشہور یہ ہے کہ ان کے فطرے کو دینا چاہئے چاہے اس کے گھر میں نہ ہوں۔

فطرہ نکالنے کا وقت بنا بر مشہور شبِ عید سے لیکر عید کے دن ظہر تک ہے اور احوط یہ ہے کہ رات میں فطرے کو الگ کریں اور نماز عید سے پہلے مستحق کو دیں۔

اما جنس فطره: پس مشهور آنست که هر چه قوت غالب باشد می توان داد ۔مثلاً اگر قوت غالب نان گندم باشد گندم بدهند۔ و اگر نان جو باشد جو و اگر برنج باشد برنج و صاع۔ بنا بر اظهر یک من تبریزی است و آن عبارت از ششصد و چهارده مثقال و ربع مثقال صیرفی است و آن به حساب روپیه صاحبقرانی دو صد و چهل و پنج روپیه و نصف خمس آن می شود و قیمت فطره از نقدین می توان داد۔ بِلَا خِلَافٍ فِیْ ذٰلِکَ۔

جنس فطرہ: مشہور یہ ہے کہ جو عام غذا ہے اسے فطرے میں دے سکتے ہیں مثلاً اگر عام غذا گیہوں کی روٹی ہے تو گیہوں دیں۔ اگر نان جو ہے تو جو اور اگر چاول ہے تو چاول دیں۔ بنا بر اظہر صاع یعنی ایک من تبریزی ہے اور وہ ۶۱۴ مثقال اور ربع مثقال صیرفی کے برابر ہے۔ اور وہ آج کے حساب سے ۲۴۵ روپیہ صاحبقرانی (صفوی زمانے کا سکّہ جس پر صاحبقران تحریر تھا) اور نصف اس کا خمس ہوگا۔ فطرے کی قیمت کو نقد میں دیا جاسکتا ہے۔ اس میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔

بلکه از بعضی احادیث ظاهر می شود که قیمت افضل باشد و فطره بکسی باید بدهند که قوت سالیانه خود و عیال خود نداشته باشد و سایل بکف نباشد و احوط آنست که متظاهر به فسوق نباشد و صالح باشد ۔در کتاب کلینی از داود الصیرمی مرویست که گفت سَاَلْتُهُ عَنْ شَارِبِ الْخَمَرِ یُعْطَیٰ مِنَ الزَّکٰوۃِ شَیْئًا قَالَ لَا یعنی سوال نمودم که جایز است که زکات را بشارب خمر بدهند۔در جواب فرمودندنه۔

عَنِ الصَّادِقِ قَالَ اِذَا جَاهَرَ الْفَاسِقُ بِفِسْقِهٖ فَلَا حُرْمَةَ لَهٗ وَ لَا غِیْبَتُهٗ۔ یعنی وقتی که فاسق علانیه فسق و فجور از و ظاهر شود پس او را حرمتی نیست و غیبت او جایز است۔

و بسند صحیح از اسماعیل منقولست که از امام رضا علیه السلام پرسیدم که آیا جایز است زکات را بغیر شیعه اثنا عشری بدهم۔ حضرت فرمودند نه۔و نه زکات فطره را۔و از ابراهیم الاوسی منقول است که جناب امام رضا ؑ فرمودند که شنیدم از پدر بزرگوار خود امام موسیٰ کاظم صلوات الله علیه که فرمودند که من روزی پیش پدر بزرگوار خود جناب امام جعفر صادق ؑ نشسته بودم که شخصی داخل شد و گفت که من از اهل ری ام و وجه زکات پیش من هست به که بدهم۔حضرت امام صادق ؑفرمودند که بمابده۔آن شخص گفت آیا صدقه بر شما حرام نیست۔حضرت فرمودندآری لاکن مرادم اینست که وقتی که بشیعیان ما دادی گویا بمن دادی۔آن شخص

بلکہ بعض حدیثوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ قیمت دینا افضل ہے اور فطرہ ایسے شخص کو دینا چاہئے جس کے پاس اپنے اور اپنے اہل وعیال کے ایک سال کا خرچ نہ ہو۔ نیز سایل بکف نہ ہو۔

احوط یہ ہے کہ علانیہ فسق نہ کرتا ہو بلکہ صالح ہو۔ کتاب کلینی میں داود الصیرمی سے مروی ہے کہ میں نے سوال کیا، کیا شرابی کو زکات دی جاسکتی ہے۔ جواب میں فرمایا نہیں۔

امام صادقؑ سے منقول ہے کہ جب فاسق علانیہ فسق وفجور کا مرتکب ہونے لگے تو اس کی کوئی حرمت نہیں اور اس کی غیبت جائز ہے۔

صحیح سندوں کے ساتھ اسماعیل سے منقول ہے کہ امام رضاؑ سے سوال کیا کہ غیر شیعہ کو زکات دینا جائز ہے یا نہیں۔حضرت نے فرمایا نہیں۔نہ زکات نہ زکات فطرہ۔

ابراہیم الاوسی سے منقول ہے کہ امام رضاؑ نے فرمایا کہ میں نے اپنے پدر بزگوار امام موسیٰ کاظمؑ کو فرماتے ہوئے سنا کہ میں ایک روز اپنے پدر بزرگوار امام جعفر صادقؑ کی خدمت میں بیٹھا ہوا تھا کہ ایک شخص داخل ہوا اور کہا میں رَے کا رہنے والا ہوں اور زکات کی رقم میرے پاس ہے۔کس کو دوں؟ حضرت نے فرمایا مجھے دے دو۔

اس شخص نے کہا کیا صدقہ آپ پر حرام نہیں ہے۔ حضرت نے فرمایا ہاں! لیکن میرا مقصد یہ ہے کہ جب ہمارے شیعوں کو دوگے تو گویا مجھے دیتے ہو۔اس شخص نے

گفت که در ولایت خود نمی شناسم شخصی را که از شیعیان شما باشد۔ حضرت فرمودند که انتظار شیعه ما بکش هر چند بسالها کشدو وقتی که مایوس شوی وجه زکات را اندر دریا انداز۔بدرستی که حق تعالیٰ مال مارا و اموال شیعیان ما را بر دشمنان ما حرام ساخته۔

شیخ ابو جعفر طوسی علیه الرحمه از عبدالله بن اعجلان روایت نموده که عرض نمودم بخدمت حضرت امام محمد باقر علیه السلام که گاهست که من چیزی را در میان شیعیان تقسیم می نمایم ۔پس به چه قسم تقسیم کنم۔حضرت فرمودند بکسی بده که از حیثیت عقل و صلاح و فقه کامل تر باشد۔پوشیده نماند که فقیر را از نقل از امثال این احادیث غرضی و مقصودی هست۔ پس توهم میشود که بنده عبث کلام را طول داده موجب ملال مستمعین می گردد۔و آن مقصود اینست چون اکثر شیعیان علی بن ابیطالب بسبب مشاغل دنیوی، کلام خدا و جناب ائمه معصومین علیه السلام را ملاحظه نه نموده اندر اشتباه عظیم افتاده اند و می دانند که سلوک کردن با کافه ناس خواه گبر باشد و خواه ترسا و خواه مومن باشد و خواه منافق ۔خوبست و ثواب دارد۔و حال آن که این مخالف عقل و نقل است۔ و آیات و احادیث کثیره بر خلاف آن دلالت دارند ۔چه با دشمنان خدا و رسول و جناب ائمه علیهم السلام دوستی کردن و با ایشان سلوک نمودن و با ایشان احترام و اعزاز کردن با دوست

کہا اپنے وطن میں آپ کے شیعوں میں سے کسی کو نہیں جانتا ہوں۔حضرت نے فرمایا ہمارے شیعہ کا انتظار کرو اگر چہ کئی سال لگ جائے۔اور جب مایوس ہو جاؤ تو زکات کی رقم کو دریا میں ڈال دو۔بے شک حق سبحانہ و تعالیٰ نے ہمارے اور ہمارے شیعوں کے مال کو ہمارے دشمنوں پر حرام قرار دیا ہے۔

شیخ ابو جعفر طوسی علیہ الرحمہ نے عبداللہ بن اعجلان سے روایت کی ہے کہ میں نے امام محمد باقرؑ کی خدمت میں عرض کیا کہ کبھی کبھی میں کسی چیز کو شیعوں میں تقسیم کرتا ہوں تو کس طرح سے تقسیم کروں۔حضرت نے فرمایا اس کو دو جو عقل و صلاح وفقہ میں زیادہ مکمل ہو۔

اس حقیر کا ان احادیث کو نقل کرنے کا ایک مقصد اور غرض ہے۔پس تو ہم نہ ہو کہ حقیر نے بلاوجہ کلام کو طول دے دیا ہے اور سامعین کے ملال کا باعث ہو رہا ہے۔

اور وہ مقصد یہ ہے کہ چونکہ شیعیان علی بن ابیطالب کی اکثریت نے مشاغل دنیوی کی وجہ سے، اللہ اور حضرات ائمہ علیہم السلام کے کلام کو نہیں پڑھا ہے، وہ یہ سمجھتے ہیں کہ تمام لوگوں سے، چاہے عیسائی ہو یا مومن یا منافق، حسن سلوک کرنا اچھا ہے اور ثواب کا باعث ہے۔

جب کہ یہ عقل و نقل کے خلاف ہے اور بہت سی آیتیں اور احادیث اس کے برخلاف دلالت کرتی ہیں۔کیونکہ خدا، رسولؐ اور ائمہؑ کے دشمنوں سے دوستی کرنا، ان کے ساتھ حسن سلوک اور ان کا احترام و اعزاز کرنا، اللہ و پیغمبرؐ اور ان کی آل کی دوستی کے ساتھ اکٹھا نہیں

خدا و رسولؐ و آل او جمع نمی توان شد۔چرا آدم رجوع بنفس خود نمی کند۔آیا نمی بیند که هر گاه کسی به نسبت او دشنامی داده باشد یا حق او را تلف نموده باشد یا عزت و حرمت اورا نشناخته باشد چه قدر طبیعت ازو نفرت می کند۔پس انصاف نباشد که از دشمن خود نفرت نمایند و با دشمنان خدا و رسول خدا و جناب ائمهعلیہم السلام تلطف و مدارا۔ آری در مقام خوف نفس و مال و حفظ غرض و ناموس اگر ظاهر داری نمایند باکی نیست

دلالت می کند بر آن حدیثی که بسند موثق از جناب امام جعفر صادق علیہ السلام مرویست ،یعنی سوال نمودم از حضرت صادق علیہ السلام که آیا جایز است که زکات فطره بغیر مومن بدهم هر گاه در همسایه من باشد ۔حضرت فرمودند آری ۔بلکه آنها احق اند به فطره زیرا که اگر بانها ندهی ترا مشهور خواهند کرد که رافضی است۔بالجمله آدم احوال خود را بهتر می داند در وقتی که جائی که ظاهر داری ضرورر باشد یا مصلحت در آن باشد البته به ظاهر داری پیش باید آمد و در صورت عدم ضرورت و عدم مصلحت اعراض اولیٰ و انسب است و اجرای از آنجاست که جناب مولانا محمد باقر علیه الرحمه در ''زاد المعاد'' نوشته اند که احوط آنست که در زمان غیبت معصوم فطره را به مجتهد جامع الشرایط عادل بدهند که او به مستحقان برساند۔چون مصارف را او بهتر می داند۔ و بعضی از علماء این را واجب دانسته اند۔

ہوسکتا ہے۔کیوں انسان اپنے نفس کی طرف رجوع نہیں کرتا۔ کیا انسان نہیں دیکھتا کہ جب کوئی شخص اس کو دشنام دے یا اس کا حق ضایع کرے یا اس کی عزت وحرمت کو نہ پہچانے تو انسان کی طبیعت کس قدر اس سے متنفر رہتی ہے۔پس انصاف نہیں ہے کہ اپنے دشمن سے نفرت اور اللہ و رسولؐ و ائمہؑ کے دشمنوں سے رواداری وتلطف کریں۔ ہاں! جان ومال کے خوف اور ناموس ومقصد کی حفاظت کے لئے اگر ظاہر داری کریں تو کوئی حرج نہیں ہے۔

اس بات پر امام جعفر صادقؑ سے منقول ایک موثق حدیث دلالت کرتی ہے۔راوی کہتا ہے میں نے امام جعفر صادقؑ سے سوال کیا کہ زکات فطرہ غیر مومن کو جو میرے پڑوس میں رہتا ہے دینا جائز ہے یا نہیں؟

امامؑ نے فرمایا ہاں۔ بلکہ وہ فطرے کے زیادہ مستحق ہیں۔کیونکہ اگر ان کو نہیں دو گے تو مشہور کردیں گے کہ تم رافضی ہو۔خلاصہ یہ کہ انسان اپنے حالات بہتر جانتا ہے ایسے وقت یا جگہ جہاں ظاہر داری کی ضرورت ہو یا اس کی مصلحت ہو تو بیشک ظاہر داری کرنا چاہئے اور عدم ضرورت ومصلحت کی صورت میں اعراض اولیٰ وانسب ہے۔

جناب محمد باقر مجلسی علیہ الرحمہ نے ''زاد المعاد'' میں تحریر فرمایا ہے کہ احوط یہ ہے کہ معصوم کی غیبت کے زمانے میں،فطرے کو جامع الشرایط،عادل مجتہد کو دیں تا کہ وہ مستحقین تک پہنچائے،کیونکہ وہ فطرے کے مصرف کو بہتر جانتا ہے۔بعض علماء نے اسے واجب جانا ہے۔

حق سبحانه و تعالیٰ فیض مآب نواب مستطاب بانی این امر خیر را به مقاصد دارین و به مرادات دلی فایض و کامیاب سازد۔ بِحُرْمَةِ النَّبِی وَآلِهِ الْاَمْجَادِ که بیمن ذات با برکات و اعتضاد و قوت ایشان اظهار حرف حق می توانم کرد۔ و اما امر دومی که از آیت قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَکّٰی وَ ذَکَرَ اسْمَ رَبِّهٖ فَصَلّٰی و از احادیث مستفاد می شود یاد کردن حق تعالیٰ بعد نماز از شام و خفتن و شب عید فطر و نماز عیدین باین تکبیرات اَللّٰهُ اَکْبَر اَللّٰهُ اَکْبَر لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ و اللّٰهُ اَکْبَر و اللّٰهُ اَکْبَر و اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَ اللّٰهُ اَکْبَرَ عَلٰی مَاهَدَانَا۔

و مشهور میان علما آنست که خواندن این تکبیرات مسنون است بسنت موکده و از "فحتلف" علامه مستفاد می شود که ابن جنید آن را واجب دانسته۔ اما امر سیمی که از آیت مستفاد می شود نماز عید فطر است و آن با وجود شرایط واجب عینی است۔ بسند صحیح از جمیل بن دراج منقول است که جناب صادق صلوات اللہ علیه فرمودند که صلوٰة العیدین فریضة و صلوٰة الکسوف فریضه و در زمان غیبت خلافست۔

احوط آنست که به نیت قربت با جماعت واقع سازند و اگر میسر نشود تنها به نیت استحباب وَاللّٰهُ یَعْلَمُ بِالصَّوَابِ۔ و سنت است که این نماز را در صحرا بکنند و در عید فطر پیش از بیرون رفتن چیزی بخورند و در عید قربان بعد از برگشتن ۔ و سنت است که پیش از نماز

اللہ سبحانہ تعالیٰ اس امر خیر کے بانی فیض مآب نواب مستطاب کے دنیاوی اور اخروی مقاصد اور دلی مرادوں کو پورا کرے۔ بحرمۃ النبی وآلہ الامجاد، جن کی ذات بابرکات اور قوت بازو کی وجہ سے آج میں حق باتوں کو بیان کرسکتا ہوں۔

لیکن دوسرا مقصد جو اس آیت اور احادیث سے مستفاد ہوتا ہے۔ مغرب کی نماز کے بعد اور سونے کے وقت اور شب عید اور نماز عیدین میں اللہ تعالیٰ کو یاد کرنا ہے اس ذکر کے ذریعہ: تکبیرات عیدین۔ اَللّٰهُ اَکْبَر اَللّٰهُ اَکْبَر لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ و اللّٰهُ اَکْبَر و اللّٰهُ اَکْبَر و اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَ اللّٰهُ اَکْبَرَ عَلٰی مَاهَدَانَا۔

علماء میں مشہور ہے کہ ان تکبیروں کو پڑھنا سنت موکدہ ہے اور علامہ کی کتاب "مختلف" سے معلوم ہوتا ہے کہ ابن جنید اس کو واجب جانتے تھے۔ اور تیسری بات جو اس آیت سے معلوم ہوتی ہے وہ نماز عید فطر ہے اور وہ وجود شرایط کے ساتھ واجب عینی ہے۔

صحیح سندوں کے ذریعے جمیل بن دراج سے منقول ہے کہ جناب امام جعفر صادقؑ نے فرمایا کہ نماز عید فریضہ ہے اور نماز آیات فریضہ ہے اور زمانہ غیبت میں اختلاف پایا جاتا ہے۔

احوط یہ ہے کہ قربت کی نیت سے جماعت کے ساتھ پڑھی جائے اور اگر ممکن نہ ہو تو فرادیٰ بہ نیت استحباب پڑھیں۔ وَاللّٰهُ یَعْلَمُ بِالصَّوَابِ۔ سنت ہے کہ اس نماز کو صحرا میں ادا کیا جائے۔ عید فطر کے روز باہر جانے سے پہلے اور عید قربان کے دن واپسی پر کچھ کھا لیا جائے۔ سنت ہے کہ نماز سے

غسل بکند و زینت بکنند و بوی خوش بکار برندو بهترین جامه ها بپوشند و هر گاه عید در روز جمعه واقع شود و کسی که نماز عید کرد منجزی است از نماز جمعه لیکن بهتر آنست که در نماز جمعه هم حاضر شوند و احوط آنست که کسانی که در شهر حاضرند باید حاضر شوندو سنت است که منبر را از شهر بیرون نه برندو در صحرا منبری از گل بسازند۔

پوشیده نماند که هر چند بصحرا رفتن برای نماز عید مستحب است و احادیث کثیره بر آن دلالت دارند۔ از آنجمله این که از جناب صادق علیه السلام منقول است که فرمودندسزاوار نیست که نماز عیدین بگزاری در مسجد مسقف یا در خانه ،بلکه می باید که در صحرا یا در مکانی که میان آن وآسمان حایل نباشد لاکن نظر به طول مسافت و قصور همم و عدم طاقت و مراعات تقیه اگر در این شهر باالفعل ترک این استحباب شود باکی نداشته باشد۔ کَمَا لَا یُخفَی۔ باقی هر چه مصلحت باشد۔

منقول است که جناب امام زین العابدین علیه السلام بنده ها داشت که در عرض سال تحصیل می نمود و تا بیست نفر زیاده کم در شب آخر ماه مبارک رمضان آزاد می نمودو می فرمود که شما را آزاد کردم بامید این که خداوند رحیم از تقصیرات من در گزرد و از عذاب جحیم آزاد گرداند۔ و چون روز عید می شد جایزه های عظیم بایشان می بخشید که ایشان بی نیاز باشند از سوال کردن از مردم و

پہلے غسل اور زینت کریں اور عطر استعمال کریں اور اچھے کپڑے زیب تن کریں۔ اگر عید جمعہ کو واقع ہو تو جس نے نماز عید پڑھ لی تو اس کے اوپر سے نماز جمعہ ساقط ہے۔ لیکن بہتر یہ ہے کہ نماز جمعہ میں بھی شریک ہوں اور احوط یہ ہے کہ جو لوگ شہر میں ہیں وہ شریک ہوں اور سنت ہے کہ منبر کو شہر سے باہر نہ لے جائیں بلکہ صحرا میں ایک منبر بنائیں۔

مخفی نہ رہے کہ ہر چند نماز عید کے لئے صحرا میں جانا مستحب ہے اور بہت سی حدیثیں اس پر دلالت کرتی ہیں۔ مثلاً جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ نماز عیدین مسجد مسقّف یا گھر میں پڑھنا ٹھیک نہیں ہے بلکہ صحرا یا ایسی جگہ پر بجالائیں جہاں آسمان اور اس مکان کے بیچ کوئی چیز حائل نہ ہو۔ لیکن مسافت کی دوری ہمت کی کمزوری، طاقت کی کمی اور تقیہ کی رعایت کو مدنظر رکھتے ہوئے اس شہر میں اگر یہ استحباب ترک کیا جائے تو کوئی حرج نہیں ہے۔ کَمَا لَا یَخفَی۔ باقی جو مصلحت ہو۔

منقول ہے کہ جناب امام زین العابدینؑ کے پاس بہت سے غلام تھے جو پورے سال میں خریدتے تھے۔ ماہ رمضان کی آخری رات کو کم وبیش بیس لوگوں کو آزاد کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ میں نے تم کو اس امید پر آزاد کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ میری خطاؤں سے درگذر فرمائے اور عذاب جہنم سے آزاد کرے اور جب عید کا دن ہوتا تھا تو ان کو بڑے بڑے جائزے (انعامات) دیتے تھے تاکہ لوگوں سے سوال کرنے کے محتاج نہ رہیں

می گفت که حق تعالیٰ در هر شب ماه رمضان هفتاد هزار کس را آزاد می سازد از آنها که مستوجب جهنم شده باشندو در شب آخر مثل آن چه در جمیع ماه آزاد کرده است آزاد می کند۔ و حضرت هیچ غلام و کنیز را زیاده تر از یک سال خدمت نفرمود و در کتاب مَنْ لَا یَحضُرُہُ الْفَقِیہُ مسطور است که حاصل مضمون آن اینست که جناب امام حسن علیه السلام دیدند جماعتی را که در روز عید با هم بازی می کنند و می خندند۔ بطرف اصحاب خود ملتفت شده فرمودند که حق سبحانه و تعالیٰ ماه رمضان را بمنزله میدان قرار داده تا که مردمان بحسب طاعت و عبادت حقتعالیٰ باهم سبقت نمایند ۔پس کسی که امروز پیشی گرفت او بدرجات عالیه فایز می شود و کسی که تخلف نمود خایب و زیان کار گردید۔ پس بسیار عجیب است از کسی که در این روز بازی و خنده نماید و حال آن که عبادت کنندگان در این روز مزد و ثواب خود را می یابند و تقصیر کنندگان خایب و زیان کار۔ و قسم میخورم بخداوند خود که امروز پرده از میان برداشته شود و عبادت کننده به ثواب عبادت خود مشغول می شود و تقصیر کننده در غم گناهان و ترک عبادات خود۔

از جناب امام محمد باقر علیه السلام منقول است که فرمودند هیچ عیدی نیست مگر این که غم آل محمد زیاده می شود۔ بعضی از حاضرین عرض

اور فرماتے تھے: اللہ تعالیٰ ماہ رمضان کی ہر رات میں جہنم کے مستحق ستر ہزار افراد کو آزاد کرتا ہے اور آخری رات پورے مہینے کے برابر آزاد کرتا ہے۔ حضرت نے کسی غلام و کنیز سے ایک سال سے زیادہ خدمت نہیں لی۔

کتاب ''من لایحضرہ الفقیہ'' میں ایک حدیث مسطور ہے جس کا ماحصل یہ ہے: امام حسنؑ نے ایک جماعت کو دیکھا جو عید کے دن ایک دوسرے کے ساتھ کھیل رہے تھے اور ہنس رہے تھے۔ امام اپنے اصحاب کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا حق تعالیٰ نے رمضان کے مہینے کو ایک میدان کی صورت قرار دیا ہے تا کہ لوگ اطاعت وعبادت حق تعالیٰ میں ایک دوسرے سے سبقت لے جائیں۔

پس جس نے آج سبقت حاصل کر لی وہ درجات عالیہ پر فائز ہوگا اور جس نے تخلف کیا وہ گھاٹا اٹھانے والا ہوگا۔ پس بہت بہت تعجب ہے ان لوگوں پر جو آج کے دن ہنسی اور کھیل میں صرف کرتے ہیں جب کہ عبادت کرنے والے آج کے دن اپنی مزدوری اور ثواب پائیں گے اور کمی کرنے والے گھاٹے میں ہونگے۔ میں اپنے پروردگار کی قسم کھاتا ہوں کہ آج پردے درمیان سے ہٹا دیئے جاتے ہیں اور عبادت کرنے والا اپنی عبادتوں کے ثواب میں مشغول ہوتا ہے اور کمی کرنے والا گناہوں اور عبادت ترک کرنے کے غم میں۔

امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ کوئی عید ایسی نہیں ہے مگر یہ کہ اس میں آل محمدؐ کا غم بڑھ جاتا ہے۔ بعض حاضرین

نمودند موجب غم چیست ۔حضرت فرمودند بجهت این که می بینند که حق ایشان تلف شده بدست غاصبان است۔یعنی آنچه را که مردمان باید در روز عید نسبت به امام زمان علیه السلام مرعی دارند ایشان آن را گزاشته عکس آن را بجامی آورند۔

و هم در آن کتاب من لا یحضره الفقیه ماثور است که هر گاه جناب حضرت سید الشهداء از بسیاری زخم که داشت از اسپ افتاد و شمر ملعون خواست که سر مبارک را از تن پاک جدا سازد از جانب عرش ندائی رسید که ای امت گمراه بعد از این که از شما این قسم گناهی صادر شد که امام خود را و فرزند و جگر گوشه پیغمبر خود را شهید کردید حق سبحانه و تعالیٰ شما را توفیق ندهد که دیگر نماز فطر و عید الضحیٰ را با امام زمان دریابند تا وقتی که حضرت صاحب الزمان علیه السلام خروج نمایند و طلب خون آن حضرت کند۔

و جناب حضرت امام صادق علیه السلام فرمودند که از آنجاست که این ها توفیق نماز عید فطر و عید الضحیٰ نمی یابند و نخواهند یافت۔اَللّٰهُمَّ عَجِّلْ فَرَجَ مُحَمَّدٍ وَّ آلِ مُحَمَّدٍ۔

بباید دانست که وداع ماه مبارک رمضان سنت موکده است برای اظهار این که روزه و عبادات این ماه بر ما گران و دشوار نبود و ما خواهان این بودیم و از مفارقت آن آزرده و محزونیم و معلوم است غلامی که از خدمت آقای

نے عرض کیا کہ غم کا سبب کیا ہے۔حضرت نے فرمایا کیونکہ وہ دیکھتے ہیں کہ ان کا حق ضایع ہوکر غاصبوں کے ہاتھ میں ہے۔یعنی عید کے دن لوگوں کو جو کچھ اپنے امام زمانؑ کے لئے انجام دینا چاہئے، وہ اسے چھوڑ کر اس کے برعکس انجام دیتے ہیں۔

کتاب ''من لا یحضرہ الفقیہ'' میں منقول ہے کہ جب حضرت سید الشہداء زخموں کی کثرت کے باعث گھوڑے سے زمین پر تشریف لائے اور شمر ملعون نے چاہا کہ سر مبارک کو جدا کرے تو عرش کی جانب سے ندا آئی اے امت گمراہ! جب تم سے اس قسم کا گناہ صادر ہوا کہ تم نے اپنے امام اور فرزند وجگر گوشہ پیغمبر کو شہید کر دیا تو حق سبحانہ و تعالیٰ تم کو امام زمانؑ کے ساتھ نماز فطر وعید الضحیٰ پڑھنے کی توفیق نہ دے یہاں تک کہ امام زمانؑ ظہور فرمائیں اور آنحضرت کے خون کا انتقام لیں۔

امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا یہی وجہ ہے ان کو نماز عید فطر وعید الضحیٰ پڑھنے کی توفیق نہیں ہوتی ہے اور نہ ہوگی۔اَللّٰهُمَّ عَجِّلْ فَرَجَ مُحَمَّدٍ وَّ آلِ مُحَمَّدٍ۔

جاننا چاہئے کہ ماہ رمضان کو وداع کرنا سنت موکدہ ہے اور اس کے ذریعے ہم اس بات کا اعلان کرتے ہیں کہ اس مہینے کی عبادتیں اور روزہ ہم پر گراں اور دشوار نہیں تھا اور ہم رمضان کے آنے کے خواہاں تھے اور اس کی مفارقت اور دوری سے آزردہ ومحزون ہیں۔

خود شاد و خوشحال باشد و از ترک خدمت دلگیر مثل غلامی نیست که از ترس خدمت کند و بان راضی نباشد۔

و وداع را در شب آخر سنت است خواندن و اگر در روز آخر بخواند نیز سنت است و دعای وداع بسیار است و بهترین دعا دعای صحیفه کامله است ۔از جابر بن عبد الله انصاری منقول است که گفت رفتم بخدمت رسول خدا صلی الله علیه و آله و سلم در جمعه آخر ماه رمضان چون نظر آن حضرت بر من افتاد فرمود که این آخر جمعه است از ماه مبارک رمضان پس آن را وداع کن و بگو: اَللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلْهُ آخِرَ الْعَهْدِ مِنْ صِيَامِنَا اِيَّاهُ وَاِنْ جَعَلْتَهُ فَاجْعَلْنِي مَرْحُوْماً وَلَا تَجْعَلْنِيْ مَحْرُوْماً۔ زیرا که هر که در این روز این دعا را بخواند بیکی از دو خصلت نیکو ظفر می یابد یا بر سیدن ماه رمضان آینده یا بامرزش خدا و رحمت بی انتها۔

معلوم ہے کہ وہ غلام جو اپنے آقا کی خدمت کرنے سے خوش اور ترک خدمت سے غمگین ہوگا، اس غلام کی طرح نہیں جو خوف کی وجہ سے خدمت کرتا ہے اور اس سے راضی نہیں ہے۔

آخری رات میں دعائے وداع پڑھنا سنت ہے اور آخری دن پڑھے تو بھی سنت ہے اور دعائے وداع بہت ہیں لیکن سب سے بہترین دعا صحیفہ کاملہ کی دعا ہے۔
جابر ابن عبد اللہ انصاری سے منقول ہے کہ میں رمضان کے آخری جمعہ کو رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں گیا۔ جب حضرت کی نظر مجھ پر پڑی تو فرمایا یہ رمضان کا آخری جمعہ ہے۔ اس کو وداع کرو اور کہو: اَللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلْهُ آخِرَ الْعَهْدِ مِنْ صِيَامِنَا اِيَّاهُ وَاِنْ جَعَلْتَهُ فَاجْعَلْنِي مَرْحُوْماً وَلَا تَجْعَلْنِيْ مَحْرُوْماً۔ اس لئے کہ جو شخص اس دعا کو اس دن پڑھے گا وہ ان دو کامیابیوں میں سے ایک کو ضرور پائے گا یا آئندہ رمضان تک زندگی یا خداوند عالم کی بے انتہا بخشش و رحمت۔

(جاری)